رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائیں گی اک دن دیکھنا ۞ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۞ میں بھی اک نورانی چہرے کا پرستار ہوں

اتکفر خلفاء النبی تجاسرا
وانکنت قد ساءتک امر خلافة
فیاذنه قد وقع ماکان واقعاً
وما استخلف اللّٰه العلیم کذا حل
وقضیت موت خلافة موعودة

اتلحق من هو مثل بدر منور
فما رب ملیکا اجتباهم کمفتری
فلا تبک بعد ظهور قد رمقدر
وما کان رب الکائنات کمهتر
وفی ذالک آیات لقلب مفکر

الفضل

خریداران چندہ مقامی

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط و کتابت مینجر
الفضل قادیان ضلع گورداسپور
کے پتہ پر ہو

ایڈیٹر۔ صاحبزادہ میرزا۔ بشیر احمد صاحب

نمبر ۲۵	مورخہ ۱۳۔ اگست ۱۹۱۴ء مطابق ۱۹۔ رمضان المبارک ۱۳۳۲ھ	جلد ۲

مدینتہ المسیح

ا۔ حضرت فضل عمر رضہ مع اہل بیت نبوی بخیر و عافیت ہیں اور آجکل آپ کی دعاؤں کے نتیجہ میں بیعت جدیدہ کے غیر معمولی خطوط و دیگر فتوحات ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ عصر کے بعد درس قرآن مجید میں نصف پارۂ اول ختم ہو چکا ہے۔

(ب) مسجد مبارک و جامع مسجد میں چھبیس پارے سُنائے جا چکے ہیں۔ مسجد نور میں بائیس۔

(ج) درس قرآن مجید کے صفحات بجائے دو ۲ کے چار کر دیئے گئے ہیں۔ اخبار کا حجم دس صفحے ہو گیا ہے۔ حالانکہ موجودہ چندہ سالانہ میں آٹھ صفحے دینے بھی مشکل ہیں۔ احباب توسیع اشاعت میں غیر معمولی ہمت سے کام لیں۔

(۲) بہت سے مہمان تشریف فرما ہیں۔ سٹیشن ماسٹر الٰہی بخش صاحب کئی دن سے یہاں ہیں۔ برادر سراج الدین صاحب سمبھڑیال۔ ماسٹر یعقوب خان صاحب۔ برادر عبد الحق بدو ملہی وغیرہم۔

تازہ خبریں

لنڈن ۷۔ اگست۔ ایک جرمن محافظ دستہ نے مقام والرے میں ڈچ سپاہ کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ بدھ کے روز لیج کے سامنے جرمنوں کی ۸۰ ہزار سپاہ تھی۔ حالانکہ وہاں بلجیم کے صرف ۳۰ ہزار ہیں۔ اعلان کیا گیا ہے کہ شاہ بلجیم سوا لاکھ فوج کے ساتھ مقام لودین میں ہے۔ جو لیج اور برسلز کے درمیان واقع ہے۔

برسلز ۷۔ اگست۔ لیج میں خاموشی ہے۔ جرمن سپاہ فی الحال پیچھے ہٹ گئی ہے۔

برسلز ۷۔ اگست۔ وزیر جنگ نے اعلان کیا ہے کہ جرمنوں نے ۲۴ گھنٹہ تک جنگ ملتوی رکھنے کی درخواست کی ہے۔ انہیں خود اعتراف ہے کہ ہماری ۱۱۰ ہزار سپاہ اس وقت لڑنے کے لئے تیار نہیں۔

جرمن مقتولین کی تعداد مجروحین سے زیادہ ہے۔

لنڈن ۸۔ اگست۔ لیج کی فوج نے پھر دشمن پر حملہ کیا اور لکمبرگ میں جرمنی کے ایک رسالہ کو سخت شکست دی۔

شاہ بلجیم نے فوج کے نام پیغام شائع کیا ہے۔ کہ ”لیج نے فوج کی لاج رکھ لی ہے“۔

لنڈن ۸۔ اگست۔ جرمن رسالہ کے دو ڈویژن نے لیج کے شمال میں دریائے میوز کو عبور کیا۔ مگر بلجیم کے رسالہ نے اس پر حملہ کر کے اُسے تباہ کر دیا۔

جرمنوں نے فرانسیسی پیشقدمی کی وجہ سے لکمبرگ کو خالی کر دیا ہے۔ سرکاری طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ کہ دشمن نے لیج کا محاصرہ کر لیا ہے۔ اگرچہ قلعے مداخلت کر رہے ہیں۔

لنڈن ۸۔ اگست۔ فرانسیسی سپاہ نے السس کی سرحد کو عبور کر کے سخت لڑائی کے بعد مقام آلٹ کرچ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور جرمن سپاہ کا تعاقب کرتے ہوئے ملہوسن کی طرف چلی گئی۔ اور اس پر بھی بالآخر قبضہ کر لیا۔

پیرس ۷۔ اگست۔ فرانسیسیوں نے جرمنی کے دو سرحدی مقامات ڈینک اور موین ویک پر قبضہ کر لیا ہے۔

جرمن کا سرکاری بیان۔ برلن ۷۔ اگست۔ کسی قدر سوار بلجیمی کمانڈر

(باہتمام منشی غلام رسول مینیجر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پبلشر و پروپرائیٹر کے لئے شائع ہوا)

کو گرفتار کرنے کی غرض سے بیچ میں داخل ہوئے۔ مگر وہ بھاگ گیا۔ قلعہ جو جدید وضع کا ہے۔ اس کی تسخیر میں ناکامی ہوئی۔ مگر ہماری سپاہ برابر دشمن پر حملہ کر رہی ہے۔

ہمارے مخالفین شکست سے تعبیر کریں گے۔ مگر جنگ کی تاریخ میں شجاعت کا یہ ایک بے نظیر کارنامہ ہے۔

قیصر جرمنی نے اپنی سپاہ کے نام حکم صادر فرمایا ہے کہ دشمن چاروں طرف بے پرواہی سے جو حملے کر رہے ہیں۔ اُن کو پسپا کیا جائے۔ حکم کے آخر میں لکھا ہے۔ کہ "خدا ہماری مدد کرے"۔ (**خدا کا نام لیا ہے**)۔

لنڈن ۷۔ اگست۔ چھ ہزار ٹن کا ایک انگریزی تیل کا جہاز دریائے ایلب۔ (واقعہ جرمنی) میں ایک سرنگ سے ٹکرا کر غرق ہو گیا۔

لنڈن ۷۔ اگست۔ بحری اور فوجی خبریں پہنچانے کے لئے آج اخبار کا ایک سرکاری محکمہ قائم کیا جا رہا ہے۔

لنڈن ۷۔ اگست۔ مسٹر چرچل نے بیان کیا۔ کہ جہازات امفیئن اور کونیگن لوئیمی کے غرق ہونے کے سوا اور کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ جس سے تمام بے بنیاد خبروں کی تردید ہو گئی۔

جرمنی کا بحری بیڑا ڈاگر بنک پر لڑائی کے بعد بھاگا جا رہا ہے۔

سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ برطانیہ کے پاس اس وقت جو ذخیرہ موجود ہے۔ وہ پانچ ماہ تک کافی ہو گا۔ اس کے علاوہ گیہوں سے لدے ہوئے جہاز باہر سے آ رہے ہیں۔

ولائت کے ہندوستانی باشندوں اور سیاحوں نے لارڈ کریو کی خدمت میں اظہار وفاداری کا ایڈریس پیش کیا ہے۔ جس میں یقین دلایا گیا ہے۔ والیان ریاست اور عام اہل ہند برطانیہ کو فتح حاصل کرنے میں حتی الامکان مدد دینے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے۔

لنڈن ۷۔ اگست۔ روسیوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑا ہے جرمن رسالوں نے دریا لن کے قریب مقام کیارٹی پر حملہ کر دیا ہے آسٹریوں نے دریائے ڈینیوب کو سات مرتبہ عبور کرنے کی کوشش کی۔ مگر پسپا کئے گئے۔

لنڈن ۹۔ اگست۔ آسٹریوں نے مقام وسوگارڈا اور صوبہ نووی بازار کی سرحد کو خالی کر دیا ہے۔ اور سروی فوج وسوگارڈ میں داخل ہو گئی ہے۔

سینٹ پیٹرز برگ ۸۔ اگست۔ مقام ایڈٹ کونن کے قریب جرمنوں کے دو روز میں ایک سو آدمی کام آئے۔

اتھنز ۹۔ اگست۔ ترک بلغاری علاقہ میں مقام ویڈی تعلیچ کے قریب اپنی سپاہ جمع کر رہے ہیں۔

سرویہ نے جرمن سفیر کو پروانہ راہداری دیدیا ہے

سینٹ پیٹرز برگ ۸۔ اگست۔ ایک جرمن بیڑا جس میں پرانی وضع کے ۱۲ جنگی اور متعدد تارپیڈو کشتیاں اور کروزر ہیں۔ بسرعت تمام کونگز برگ اور ڈانزگ (بحیرہ بالٹک) جو سرحد روس کے قریب واقعہ ہیں۔ جمع ہو رہا ہے۔

لنڈن ۹۔ اگست۔ آسٹروی سفیر ابھی لنڈن میں ہے۔ آسٹری بیڑا پولا کے قریب کھڑا ہے۔

لنڈن ۹۔ اگست۔ سویڈن و ناروے نے غیر جانبداری کا اعلان کیا ہے۔

روما ۸۔ اگست۔ آسٹریا اور جرمنی کی طرف سے اٹلی پر نہایت غیر معمولی دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ مگر اٹلی نے اُن کے ساتھ مل کر جنگ کرنے سے انکار کیا ہے۔

ساحل طلا (مغربی افریقہ) کی برٹش افواج نے مسٹر ہارکورٹ کی ہدایات کے مطابق جرمن ٹوگو لینڈ پر بلا مزاحمت قبضہ کر لیا ہے۔

لنڈن ۸۔ اگست۔ قیصر جرمنی نے اعلان شائع کیا ہے۔ کہ بر امن زمانہ میں دشمنوں نے ہم پر تاخت کی ہے۔ اور ہم ان کا آخری سپاہی اور آخری گھوڑے تک مقابلہ کریں گے۔ اور ہمارے خواہ کتنے ہی دشمن پیدا ہو جائیں۔ آخر دم تک لڑتے جائیں گے۔

چار جرمن جہاز کلکتہ میں اور دو کولمبو میں روک لئے گئے۔ ہر قسم کے سامان جنگ کو ہندوستان سے باہر بھیجنے کی ممانعت کی گئی ہے ہندوستان کی بندرگاہوں سے ویلز کا کوئلہ باہر بھیجنے کی ممانعت ہو گئی ہے۔ صرف جہازوں کو سفر کی ضروریات کیلئے کافی کوئلہ ملیگا ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے برہما کا دورہ منسوخ کر دیا ہے۔ اور جنگ چھڑ جانے کی وجہ سے شملہ میں مقیم رہیں گے۔ اسی طرح گورنران بنگال و بمبئی نے اپنے اپنے دورے منسوخ کر دیئے ہیں۔

محکمہ ڈاک نے مصر کو منی آرڈر اور پارسل بھیجنے کی بندش کر دی ہے۔ اور مشرقی افریقہ کی ڈاک جو پہلے جرمن جہازوں میں جایا کرتی تھی سابہ اور ذریعہ سے روانہ کی جائیگی۔

گورنمنٹ ہند نے تمام جہاز ران کمپنیوں کو مطلع کر دیا ہے کہ بشرط ضرورت ان کے جہاز سرکاری خدمات کیلئے لئے جاسکیں گے۔

مہاراجہ کشمیر نے اپنے تمام امپریئل سروس ٹروپس اور ریاستی ذرائع امپریئل گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کئے ہیں۔

افسوس کہ ٹھاکر صاحب ریاست دھرول واقعہ کاٹھیاواڑ انتقال کر گئے۔

اعلان کیا گیا ہے۔ کہ آئندہ کرنسی آفسوں یا سرکاری خزانوں سے طلائی سکہ بہم نہ پہنچایا جائیگا۔

جہاں داد خاں بانیٔ بغاوت و فساد منگل شکست کھا کر ہندوستان کی طرف بھاگ آیا تھا۔ چند روز ہوئے۔ کہ ڈیرہ دون سے فرار ہو کر پھر سرحد افغانستان میں جا گھسا تاکہ اپنے متبعین کو پھر شورش پر آمادہ کر کے امن عامہ کو معرض خطر میں ڈالے۔ قوم منگل نے اپنی سرحد میں داخل ہوتے پا کر خود گرفتار کر کے حکام دولت کے پاس پہنچا دیا۔ حکام نے پیشگاہ شاہانہ کابل میں حاضر کر دیا۔ وہاں حسب الامر توپ سے اڑا کر کیفر کردار کو پہنچایا گیا۔

اعتکاف

مومن کو چاہیئے۔ کہ رمضان کے آخری دس دنوں میں عبادت کے واسطے غیر معمولی اہتمام کرے۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرۂ رمضان میں اپنی کمر کس لیتے شب بیداری فرماتے۔ بلکہ اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے۔ اور تلاوت قرآن۔ خیرات۔ ذکر الٰہی عبادت میں غیر معمولی اہتمام فرماتے۔

سال میں دس روز انسان ہاں مومن انسان اپنے مولیٰ کے لئے خاص کر دے۔ اور ان میں اپنے معمولی کاروبار اور تعلقات دنیاوی ایک حد تک چھوڑ دے۔ اور ان مبارک ایام کو اپنی اصلاح کے لئے خاص کر دے۔

معتکف مسجد میں بیسویں تاریخ ماہ رمضان کی صبح کو ایک پردہ کر کے بیٹھ جائے۔ بستر و تکیہ کی اجازت ہے۔ اور تلاوت قرآن مجید مطالعہ احادیث درود و استغفار و تسبیح و تہلیل میں مصروف رہے اور معتکف ذیل باتوں پر کاربند ہو۔ (۱) بالعزم کسی مریض کی عیادت کو نہ جائے۔ ہاں رستہ چلتے چلتے کسی مریض کی عیادت کرلے۔ تو مضائقہ نہیں۔ (۲) جنازہ میں حاضر نہ ہو۔ عورت کو مس بالشہوت بھی نہ کرے نہ مباشرت (۳) بے روزہ نہ ہو۔ غیر مسجد (جس کے امام و مؤذن ہوتے ہیں) نہ ہو۔ اس مسجد میں اگر جمعہ نہ ہوتا ہو تو دوسری کا مسجد میں صرف خطبہ و نماز کیلئے جا سکتا ہے۔ (۴) مسجد سے سوائے حاجت اصلیہ کے (جس کے سوا انسان کو چارہ نہیں) (مثلاً قضاء حاجت و غسل جنابت) باہر نہ نکلے۔ مسجد کے اندر یا اس کے دروازہ پر لوگوں سے بات چیت کر سکتا ہے۔ مسجد کے اندر لغو گفتگو نہ ہو۔ دنیاوی بات چیت بغیر حاضر کرنے بیع کے سودا بھی جائز ہے۔ حاجت اصلیت کے لئے مسجد سے باہر جانا پڑے۔ تو راہ میں سوائے اشد ضرورت گفتگو نہ کرے۔ اکل و شرب مسجد میں ہی چاہیئے۔ بیوی اپنے میاں سے بات چیت کرنے مسجد میں آ سکتی ہے عورت بھی مسجد میں اعتکاف کر سکتی ہے۔ اگر مستحاضہ ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان - دارالامان - ۱۳ - اگست ۱۹۱۴ء

اللّٰھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم

حضرت خلیفۃ المسیح (خلیفہ اول) ایک قصہ سنایا کرتے تھے۔ کہ جوانی کے دنوں میں ایک مباحثہ پیش آیا۔ جسمیں بلحاظ دلائل مجھے پوری فتح ہوئی۔ مگر ایک مکار نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور پیٹھ پر تھپکی دی۔ کہ بیٹا گھبرا کیوں گئے ہو۔ تمہارا دل کیوں دھڑک رہا ہے۔ شکست بھی ہو ہی جایا کرتی ہے۔ بس اب زیادہ نہ گھبراؤ۔ اور دیکھو جھنجلا کیوں رہے ہو۔ اس سے حاضرین یہ سمجھے۔ کہ مجھے کوئی جواب نہیں آتا۔ حالانکہ یہ اس کی چالاکی تھی۔

اسی طرح پیغام والوں نے چالاکی کی ہے۔ ایک خط چھاپا ہے۔ اور شور مچادیا۔ کہ صاحبزادہ صاحب نے اپنے اگلے عقیدہ دربارۂ نبوت سے رجوع کر لیا۔ اور پھر لکھا ہے۔ کہ ہم نہیں چاہتے تھے۔ جو مسیح موعود کے ایک بیٹے کے متعلق اس قسم کے واقعات کا انکشاف ہو۔ اور یہ کہ خدا آپکو اس موجودہ عقیدہ پر رہنے کی توفیق دے۔ حالانکہ اس تمام خط کو پڑھکر ایک نیک فطرت انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کا وہی عقیدہ ہے۔ جو پہلے بارہا آپ ظاہر فرما چکے ہیں۔

ظلی نبوت سے نہ پہلے انکار تھا۔ نہ اب انکار ہے۔ مگر ظلی یا بروزی نبوت سے ہم نقلی نبوت مراد نہیں لیتے۔ کہ محض نام ہی نام ہو۔ اور اس کے نیچے کوئی حقیقت نہ ہو۔

پیغام نے جو حوالے دیئے ہیں ان کا جواب

چنانچہ اسی واسطے ۲۶ نومبر ۱۹۱۳ء کے الفضل میں بھی لکھا گیا تھا کہ خدا کی آخری وحی میں یا ایھا النبی سے آپ کو خطاب ہے اور جہاں جہاں نبی یا رسول فرمایا ہے۔ اس کے ساتھ ظلی یا بروزی کا لفظ نہیں۔ کیونکہ یہ الفاظ اصل مرتبہ پر اثر انداز نہیں۔ بلکہ محض یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ یہ نبوۃ بواسطہ فیض محمدی ہے اور بس۔ البتہ تشریعی نبوت سے ہمیشہ انکار کیا گیا ہے۔ ۲۸ - جون ۱۹۱۳ء کے پیغام میں بھی جہاں مسیح موعود کا اصل مرتبہ دکھانے کے لئے حقیقی نبی ہیں۔ مستری احمد الدین صاحب نے لکھا۔ وہاں ساتھ ہی "اور تشریعی نبی نہیں ہیں" لکھا ہے اور چونکہ یہ لوگ ظلی اور جزوی کا لفظ استعمال کرکے مسیح موعود کی نبوت کو وہ درجہ دینا چاہتے ہیں۔ جیسے ایک رویاء دیکھنے والے کو بھی رسول اللہ صلعم جزوی نبوت کا مالک قرار دیتے ہیں۔ اور یہی عبدالحکیم کا مذہب تھا۔ اور وہ تمثیلی نبی مانتا تھا۔ اس لئے الفضل ۲ - مئی ۱۹۱۴ء میں ان کو عبدالحکیم کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ باقی رہا احمد نبی اللہ کہنا تو یہ اعتراض خدا پر کیجئے۔ جس نے اپنے وحی میں مسیح موعود کو نبی اور رسول فرمایا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیجئے جس نے ایسا فرمایا۔ (دیکھو صحیح مسلم) پھر خود مسیح موعود پر کیجئے۔ جس نے حقیقۃ الوحی اور دافع البلاء اور متعدد کتب میں اپنے لئے صرف نبی یا رسول کا لفظ استعمال کیا۔ اور ساتھ کوئی تشریح بھی نہیں کی۔ پھر خود پیغام والوں پر ہے کہ جنھوں نے خدا کی قسم کے ساتھ پیغام صلح نمبر ۲۴ صفحہ ۲ کالم ۳ میں لکھا۔

خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔ حاضر ناظر جانکر علی الاعلان کہتے ہیں۔ × × × × ہم حضرت مسیح موعود مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی اور رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔

اور پیغام صلح نمبر ۲۵ "ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود اللہ تعالےٰ کے سچے نبی تھے" گو اب اس عقیدہ سے ان لوگوں نے ارتداد اختیار کر لیا ہے۔ رفتہ رفتہ مسیح موعود سے بھی انہیں انکار کرنا پڑے گا کیونکہ جب مسیح موعود کی احادیث میں خبر ہے۔ اسکے ساتھ تو نبی اللہ کا لفظ بھی آیا ہے۔ پس جب نبی اللہ نہیں مانتے۔ تو پھر مسیح موعود سے بھی انکار کرنا پڑیگا۔ اور اسی لئے لفظ "مصلحت" کے کچھ اور معنے بنا رہے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کے بہلانے سے لوگوں کو بتا رہے ہیں۔ کہ "مصلحت" کے معنی منافقت اور دہوکہ بازی کے ہیں۔ جب یہ معنی دلوں میں راسخ ہو جائینگے۔ تو پھر یہ ظاہر کرنا آسان ہوگا۔ کہ حضرت مسیح موعود کے شعر "مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند" سے بھی یہی مراد ہے۔ کہ صرف پالیسی سے حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود کہا گیا تھا۔ دراصل وہ مسیح موعود نہ تھے۔ اور پھر غیر احمدیوں میں مل جانے کی راہ صاف ہو جائیگی خدا اس آنے والے عظیم فتنے سے بچائے۔ نمازیں وغیرہ تو ان کے قبلہ ووکنگ میں اکٹھی ہو گئی ہیں۔ اور خدا انہی لوگوں کے پیچھے جن کے گندہ مضامین اب تک ان کے عقائد ظاہر کرتے ہیں۔ اور جنھوں نے کافر کہنے سے تبری کا بھی اعلان نہیں کیا۔ بلکہ احمدیوں کو ایک ضال فرقہ تازہ زمیندار میں ٹھہرایا ہی

ہمارے دوستوں کو چاہئے۔ کہ ان لوگوں سے ہوشیار رہیں۔ اور یہ جو ظلی یا بروزی نبی کہکر بتا رہے ہیں۔ کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کا وہی عقیدہ ہے۔ جو ہمارا ہے۔ تو ان کو پوچھنا چاہئے۔ کہ ظلی نبی سے تمہاری کیا مراد ہے۔ اور کیا تم نفس نبوت کے لحاظ سے اگلے انبیاء کی نبوت اور مسیح موعود کی نبوت میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ اور ان کے منکر کو کافر سمجھتے ہو؟ انشاء اللہ حق ظاہر ہو جائیگا۔ پھر حضرت صاحبزادہ صاحب کے اصل خط میں یہ فقرہ "نہ اسلئے کہ آپ نبی نہیں تھے"۔ سارے فقرات متعلقہ نبوت کے حل کی کلید ہے۔ چونکہ پیغامی بعض اوقات بظاہر ظلی نبی کہکر مگر اس کی ایسی تشریح کر کے جو آپ کی اصل شان کو گھٹانے والی تھی لوگوں کو دہوکہ میں ڈال رہے تھے۔ اسلئے ضروری تھا۔ اور مصلحت وقت مجبور کرتی تھی۔ کہ آپ کے اصل درجہ سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے چنانچہ اسی لئے آپکے نام کے ساتھ بار بار نبی اللہ۔ رسول۔ لکھا جاتا ہے تاکہ ظاہر ہو۔ کہ ظلی یا بروزی سے یہ مراد نہیں۔ کہ آپ کی نبوت میں کوئی نقص ہے۔ اور دوسری طرف ممکن تھا۔ کہ آئندہ زمانے میں کچھ مدت بعد (نہ کہ اس زمانے میں اور ابھی کیونکہ یہ لوگ تو خوب سمجھتے ہیں) اس سے نبوت مستقلہ کا مفہوم نکال لیں۔ اسلئے روزمرہ بول چال میں اسکا استعمال ناپسند تھا مریض کا علاج جو کیا جاتا ہے۔ تو وہ چند روزہ ہوتا ہے۔ دوائی کا استعمال بعد از صحت ایک تندرست اور لائق طبیب کو ناپسند ہی ہوا کرتا ہے جب سب احمدی اس عقیدہ پر جمع ہو جائیں گے کہ مسیح موعود حقیقی اور واقعی طور پر نبی تھے۔ اور چونکہ یہ نبوت انھوں نے آنحضرت صلعم کی طفیل پائی تھی۔ اس لئے ان کی نبوت ہاں حقیقی نبوت ظلی کہلاتی ہے۔ بس وقت اس پر زور دینا اور آپ نبی اللہ۔ رسول اللہ۔ روزمرہ بول چال پر لکھنا چھوڑ دیا جائیگا۔ اخیر میں یہ بھی یاد رہے۔ کہ حضرت اقدس نے جہاں فرمایا ہے۔ آنحضرت صلعم کے بعد دعوی نبوۃ کفر ہے۔ یا وحی رسالت ختم ہو چکی۔ تو اس کی تشریح ایک غلطی کے ازالہ اور دوسرے مقامات میں کر دی ہے۔ کہ اس سے شریعت کی وحی مراد ہے۔ کیونکہ اگر مطلق نبوت ہی مراد ہوتی۔ تو آپ اپنے لئے نبی و رسول کا خطاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۷ - دافع البلاء صفحہ ۵ وغیرہ میں نہ فرماتے۔

باقی رہا۔ نکاح ثانی۔ اس کے متعلق جو کچھ بھی حضور نے لکھا ہے وہ ایسا صاف اور سچ ہے۔ کہ ایک مومن اسے پڑھکر سجدہ میں گر جاتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے کیا راستباز صاف گو متبع کتاب و سنت حیا پروردہ بیٹا مسیح موعود کو بخشا۔ دراصل یہ تمام عبارت حدیث تنکح المرأۃ لاربع لمالہا ولحسبہا ولجمالہا ولدینہا فاظفر بذات الدین تربت یداک متفق علیہ۔ (عورت نکاح کی جاتی ہے۔ چار باتوں پر اس کے مال کی وجہ سے جمال کیوجہ سے۔ اعلا خاندان کیوجہ۔ دین کی وجہ سے۔ تو دیندار کو نکاح کر) کی تفسیر ہے

ہماری فتح کا اقرار ہمارے دشمن کی زبانی

ایک اعلان مولوی محمد علی صاحب - مولوی غلام حسن صاحب - میرزا یعقوب بیگ صاحب - منشی صدر الدین صاحب ڈاکٹر محمد حسین صاحب شیخ رحمت اللہ صاحب کی طرف سے شایع ہوا - جس میں یہ فقرہ تھا "وہ جسکو ابھی بشکل قوم کے بیسویں حصے نے خلیفہ تسلیم کیا ہے اس وقت ان لوگوں نے بڑے زور سے ظاہر کیا ۱۹/۲۰ حصہ قوم خلافت کی طرف ہے - اور ۱/۲۰ حصہ ہماری طرف مگر ۶ راگست کے پیغام صفحہ (۱) میں لکھتے ہیں "جیسے اس کی قدیم سنت ہے - کہ کمزوروں اور ضعیفوں کا ساتھ دیتا ہے - اگر وہ حق پر ہوں - اور جتھے والوں اور بڑی جماعت والوں کو اگر وہ ناحق پر ہوں ہمیشہ ناکام رکھتا ہے" سو اس نے ایسا ہی اسوقت کیا ہے

اب سوال یہ ہے - کہ اس فقرے میں جتھے والوں اور بڑی جماعت والوں سے کونسا فریق مراد ہے - اگر ۱۹/۲۰ حصہ جماعت والے پیغامی تو اپنی ناکامی کا اقبال بھی ساتھ ہے - اور اگر یہ بڑی جماعت ہماری ہے - تو پھر اس اعلان میں ان بزرگوں نے یقیناً جھوٹ اور سیاہ جھوٹ بولا تھا - اور جھوٹ وہ گناہ ہے - کہ اس پر قرآن مجید میں لعنت آئی ہے - اور اُسے بت پرستی کے برابر ٹھہرایا ہے اور اگر یہ کہو - کہ اس وقت جب ان بزرگوں نے اعلان کیا - خلافت کے حامی ۱/۲۰ تھے - اور اب پیغامیوں سے زیادہ ہوگئے ہیں تو بھی ہماری صداقت کا نشان کافی ہے - کیونکہ قرآن مجید میں آیا ہے - اولم یروا انا نأتی الارض ننقصها من اطرافها یعنی مسلمانوں کی صداقت کا نشان یہ ہے - کہ مخالف روز بروز کم ہوتے اور اہل حق بڑھتے جاتے ہیں - پس اس کے بعد ہمارا اس قدر بڑھ جانا بھی ہماری فتح کی دلیل ہے *

غرض جس پہلو سے دیکھو - ہماری فتح ثابت ہے - پھر تمہارا اصول تھا - کہ احمدیہ جماعت میں خلیفہ کوئی نہیں ہونا چاہیئے اب ۹ - اگست کے پیغام میں دوبارہ درخواست چھپی ہے - کہ شورہ ہو - اور خلیفہ مقرر کریں - گویا موجودہ خود ساختہ امیر پر اہالیان پیغام بھی مطمئن نہیں اور خلیفہ کی ضرورت کے قائل ہوگئے - شرم! پھر یہ بھی یاد رکھو - کہ تم لوگ کوشش کرتے کرتے مر بھی جاؤ تو شوریٰ کے لئے اڑھائی ہزار آدمی جمع نہ کر سکو گے - پہلے امیر بنانے کے لئے صرف ۵۹ آدمی میسر آئے تھے *

حج کے متعلق ہدایات

گذشتہ سے پیوستہ

(از منشی فرزند علی صاحب فیروزپور)

جس رات ہم باہر رہے - اُسی رات ہم سے دوسرے احاطہ میں چند ایرانی لوگ اُترے ہوئے تھے - اُن پر ڈاکہ پڑا - ڈاکو چار آدمیوں کو بہت زخمی کر گئے - اور مال اسباب بہت کثرت کے ساتھ لوٹ کر لے گئے - اور چور لوگ صرف اسوقت بھاگے جبکہ ہماری طرف سے بندوقیں چلائی گئیں - سنا تھا - کہ بعد میں فوج کے سپاہی بھی جن کی ایک چوکی قریب تھی - پہنچے - مگر اس جنگل میں کسی کا تعاقب کیا کیا جا سکتا تھا - اور کیا امید چوروں کے پکڑے جانے کی ہو سکتی تھی - کوئی تعاقب نہ کیا گیا - یہ لوگ جو لوٹے گئے شیعہ مذہب کے آدمی تھے - ہم نے سُنا کہ شیعوں پر اکثر ڈاکہ پڑتا ہے - اور حنفی لوگ بالعموم محفوظ رہتے ہیں - واللہ اعلم بالصواب - دوسرے روز دوپہر کو ہم مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے - چلتے وقت ایک واقعہ ہوا - جو قابل ذکر ہے - سواری کے لئے ہم نے شغدف خریدے تھے - شغدف میں دو چارپائیاں سی بنی ہوئی ہوتی ہیں - جن پر دونوں طرف دو شخص بیٹھتے ہیں اور بہت آرام کے ساتھ سو سکتے ہیں - دیہ شغدف مدینہ طیبہ میں بہت سستے مل جاتے ہیں - ہم نے فی شغدف سات آٹھ روپے میں لیا تھا - مکہ معظمہ اور جدہ میں پندرہ بیس روپے تک قیمت اُٹھتی ہے - شغدف میں چڑھنے کا یہ طریق ہے - کہ اول جو مسافر چڑھے وہ اونٹ کی پیٹھ پر بیٹھتا ہے - جب تک دوسرا مسافر نہ آئے - جب دونو اوپر آ جائیں - تو پھر دونو طرف ایک وقت میں بیٹھیں - تاکہ وزن مساوی رہے - اگر ایک شخص شغدف میں بیٹھ جائے - تو شغدف اس طرف کو جھک کر گر پڑیگا - ہمارے قافلہ میں دو شخص ایک ہی طرف کو جو بیٹھ گئے - تو شغدف سمیت بیچارے زمین پر آ پڑے - میرے دل میں بدوؤں کا تو چنداں خوف نہ تھا - مگر اس بات کا بڑا دہل بیٹھ گیا - کہ کہیں ہم بھی میزان قایم نہ رہنے کی وجہ سے زمین پر نہ آ گریں - چنانچہ پہلے روز میں تمام رات اسی فکر میں نہ سو سکا - رات بھر استغفار کرتا رہا - یہ منزل نہایت ہی لمبی تھی - قریباً بیس گھنٹے کے سفر کے بعد دن چڑھے ہم ایک مقام پر اترے - سب سے اول بدوؤں کے لئے چاول اور سور کی کھچڑی پکائی - اور پھر خود دونو وقت کا کھانا پکا کر ایک وقت کا کھا لیا - دوسرے وقت کے لئے ساتھ لے لیا - اور پھر چل پڑے - ہاں پہلے روز جب ہمیں روانہ ہوئے دو تین گھنٹے گذر رہے - تو بدوؤں نے بخشش مانگنی شروع کی - ہم میں سے بعض دوست تو سمجھتے تھے - کہ ۸ رفی اونٹ کافی ہوگا ہم عہ ۸ روپیہ فی اونٹ یومیہ دینے کے لئے تیار تھے - مگر ہم میں سے کسی نے للعہ روپیہ دیدیا - تو سب کو تمام سفر میں اسی شرح سے دیتے رہنا پڑا - کھانے کے متعلق ہمیں بدوؤں نے بالکل تنگ نہیں کیا - سُنا تھا - کہ گھی کے بہت شائق ہوتے ہیں - مگر ہم نے تو تھوڑا سا ہی ڈلوا کر بس کر دیتے - ہم نے مدینہ طیبہ سے چلتے وقت ایک شخص میاں شہاب الدین کو جو اصل امرتسر کا رہنے والا اور اب عرصے سے مدینہ طیبہ میں رہائش رکھتا ہے اور اہل پنجاب کے لئے ترجمانی مقرر ہے - ساتھ لے لیا تھا - تین گنی یعنی ۴۵ روپیہ اس کی اجرت مقرر ہوئی تھی - میاں شہاب الدین کے ذریعہ ہم کو بہت ہی آرام ملا - میں نہایت زور سے سفارش کرتا ہوں - کہ اگر ممکن ہو - تو ایسا ترجمان ضرور ساتھ لے لینا چاہیئے - دو چار روپے فی کس خرچ ضرور بیٹھ جاتا ہے - مگر اُس کے عوض آرام بہت زیادہ ملتا ہے - سب سے اوّل تو یہ کہ وہ مسافروں اور بدوؤں کے درمیان ترجمانی کا کام کرتا ہے - اس کے بغیر ایک دوسرے کا مطلب سمجھنا سخت مشکل ہوتا ہے - اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے - کہ مسافروں یا بدوؤں میں سے ایک دوسرے کے ساتھ کوئی محبت کی بات کرتا ہے - اور فریق ثانی یا تو اُس کو نہ سمجھنے کی وجہ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا - یا غلط فہمی واقع ہو جاتی ہے - ہمارے تعلقات ہمارے بدوؤں کے ساتھ نہایت دوستانہ قائم ہو گئے تھے پھر ترجمان اونٹ پر سوار کرواتا ہے - اتارتا ہے - جب سواریاں بیٹھ جائیں - تو اُن کی میزانوں کے درست کرنے میں امداد دیتا ہے - دو - دو لکڑیاں ہر شغدف میں دونوں طرف لٹکا کرتی ہیں - جن کے سہارے شغدف زمین پر ٹکتا ہے - ان کو باندھتا ہے - پانی کی مشکوں کو باندھتا ہے - رات کو بیچارہ مشعل بردار ہی ہیں اور دن کے وقت سودوں کے خریدنے میں بھی مدد دیتا ہے - غرض کئی طریق پر آرام ملتا ہے * (باقی آئندہ)

الخطبہ * منشی غلام رسول صاحب منیجر اخبار الفضل جو ایک جوان سعادتمند ہیں - بوجہ چند ضروریات شرعی کے نکاح ثانی کرانا چاہتے ہیں - جو صاحب یہ تعلق پسند کریں - ان کے لئے مبارک موقعہ ہے - خط و کتابت بنام - م - ل معرفت الفضل قادیان ہو *

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح والمہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ ۲۹- سورۃ الدھر بقیہ رکوع دوم

(گذشتہ سے پیوستہ)

زوروں پر ہی ہیں - ہم کہتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام جہان کے لئے مبعوث ہو کر آئے - لیکن پھر بھی تمام ظلمت اور سیاہی نہ مٹی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خواہ کتنا ہی درجہ بلند تھا - لیکن پھر بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام ہی تھے - مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وفات پائی - تو ابھی عرب میں ہی ایسی جگہیں موجود تھیں جہاں کفر باقی تھا - پھر آپ تو ساری دنیا کے لئے مبعوث فرمائے گئے تھے - لیکن دنیا کا بہت حصہ ایسا تھا - جس نے آپ کو نہ مانا - تو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا عظیم الشان انسان تمام دنیا کو مسلمان بنانے سے پہلے وفات پاجاتا ہے - تو اور کون ہے جو اپنے مرنے سے پہلے سب کو ہدایت کر جائے - احمق ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ جب مسیح موعود آئیگا تو تمام جہان کے لوگوں کو مسلمان کر کے اکٹھا کر دیگا - جو کام نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نہیں کر سکے - اس کو اور کوئی نہیں کر سکتا اور نہ کریگا ۞

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ۚ

اللہ تعالےٰ رسول کریم صلعم کو فرماتا ہے کہ ہم نے تجھ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا - بائبل میں آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ پیشگوئی موجود ہے کہ اسپر حکم پر حکم اترے گا - تو تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن اترنے میں حکمت ہے - اور یہ حکمت صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی مخصوص ہے - قدریت اتری - مگر اس کے اترنے کا زمانہ بہت تھوڑا ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام دنیا کے آخری مزکی اور تمام کمالات کے جامع تھے - اور آپ کے ذریعے ایک ایسی قوم پیدا ہونی تھی - جس نے کہ تمام دنیا کو ہدایت کا رستہ بتانا تھا - اس لئے آپ کو وہ موقع دیا گیا - جو اور کسی کو نہیں ملا - قرآن شریف کے تھوڑے تھوڑے اترنے میں یہ حکمت ہے کہ (۱) لوگ یک لخت بڑی بھاری کتاب دیکھ کر گھبرا جاتے - کہ ہم اس پر کس طرح عمل کرینگے - جس طرح اب مسلمانوں نے قرآنوں کو غلافوں میں لپیٹ کر گھروں میں رکھا ہوا ہے - اور پڑھتے نہیں ہیں - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جس قدر قرآن اترتا - آپ صحابہ کو سناتے - اور ان سے عمل کرواتے اور وہ اس کو خوب پکا لیتے - حتےٰ کہ قرآن شریف اترتے اترتے سینکڑوں صحابہ قرآن کے حافظ ہو گئے - بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ چار صحابی حافظ تھے - لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ اور کوئی حافظ نہ تھا - کیونکہ ایک ایسے حافظ ہوتے تھے جو کہ قاری کہلاتے تھے - اور لوگوں کو قرآن کا پڑھنا سکھلاتے تھے یہ انہی حافظوں کا ذکر ہے جو کہ معلم تھے - اور یہ چاروں انصار میں سے تھے نہ معلوم مہاجرین میں سے کتنے ہونگے پھر صحابہ کے متعلق یہ بھی روایتیں ہیں کہ فلاں صحابی نماز میں چار چار سورتیں پڑھ جاتا تھا - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حافظ ہونگے جو کہ اتنی اتنی لمبی قرائتیں پڑھتے تھے

(۲) تھوڑا تھوڑا اترنے سے عمل آسانی سے ہو سکتا تھا - کیونکہ پہلے ایک حکم کی تعمیل کی جب اس پر پکے ہو گئے تو دوسرے کی کی - اسی طرح خدا نے پہلے ایک بات سے منع فرمایا - پھر دوسری سے اور پھر آہستہ آہستہ سب باتیں بیان فرمادیں - اب اگر کوئی کہے کہ ہمارے پاس تو سارا قرآن ہے - اسلئے ہم گھاٹے میں رہے - اور اس کا سیکھنا اور عمل کرنا مشکل ہے لیکن اس کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کوئی کام دیکھ کر سیکھنا بہ نسبت بن دیکھے سیکھنے کے زیادہ آسان ہوتا ہے - مثلاً ہندو یا عیسائی جو مسلمان ہوتے ہیں - انکو بڑی مشکل سے وضو کرنا اور نماز پڑھنا سکھایا جاتا ہے - جو کہ پھر بھی غلطیاں کر جاتے ہیں - لیکن مسلمانوں کے بچے جو والدین کو نماز پڑھتے دیکھتے ہیں وہ بڑی آسانی سے خود بخود ہی سیکھ جاتے ہیں - اسی طرح ہمیں قرآن پر عمل کرنے میں بہ نسبت صحابہ کے آسانی ہے - کیونکہ ہم ان کے عمل کو دیکھ کر عمل کرتے ہیں - اور یہی وجہ تھی صحابہ کو تھوڑا تھوڑا سکھانے کی کہ تاکہ وہ خوب پکے ہو جائیں اور آگے لوگ ان کو دیکھ کر سیکھیں ۞

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - دیکھو ہم نے باوجود قرآن کو یک لخت اتار دینے کی طاقت رکھنے کے صبر سے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے - تو تم اپنے رب کے حکم پر جلد بازی کیوں کرتے ہو کہ دشمن جلدی تباہ وہلاک ہو جائیں - تم صبر کرو - صبر کے معنے (۱) گناہوں سے اپنے آپ کو بچانا (۲) نیکیوں پر قائم رہنا (۳) مصائب کے وقت جزع و فزع سے پرہیز کرنا - یعنی تو اپنے آپ کو اپنے رب کے حکموں کے ماتحت رکھ - جب ہم نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے ایک وقت مقررہ تک اتارا ہے - تو جب ان کا وقت آئیگا - اس وقت انکو بھی تباہ کر دیا جائیگا ۞

وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا

اور اگر کوئی گنہگار یا کافر تجھے کچھ کہے - تو اس کا کہا نہ ماننا - اسجگہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ گنہگار یا کافر کا کہا نہ ماننا اور یہ نہیں فرمایا کہ گنہگار اور کافر کا کہا نہ ماننا - اس میں حکمت ہے - اور وہ یہ کہ اگر گناہ گار کہا جاتا تو اس کے یہ بھی معنے کئے جا سکتے تھے کہ کافر گنہگار کی اطاعت منع ہے - مگر (اَوْ) یا کے لفظ سے بتا دیا کہ ایک کافر گو بظاہر گناہوں سے بچتا معلوم ہوتا ہو اور ایک گنہگار خواہ مسلمانوں میں شامل ہو کسی کی بھی بات نہیں ماننی چاہیئے - کیونکہ جب کوئی شخص دوسرے کا تتبع کرتا ہے تو بہت دفعہ وہ غفلت سے یہ دیکھنا بھول جاتا ہے کہ اس کی نصیحت کہیں میرے لئے تباہی کا باعث تو نہیں اس لئے گنہگار ہو یا کافر - ہر ایک کے ساتھ ایسا تعلق رکھنا کہ انکی باتوں کی وقعت دل میں بیٹھے اور یہ اس کی اطاعت کرے - اس سے منع فرمادیا ۞

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۚ وَمِنَ الَّيْلِ

اور یاد کر اپنے رب کے نام کو صبح اٹھکر اور پچھلے پہر - اور رات کے وقت بھی اپنے رب کے حضور سجدہ کر - اور بہت رات تک تسبیح کر اپنے

فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ٥

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ خدا تعالیٰ نے پانچ نمازوں کے وقت مقرر فرمائے ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اس طرح حد بندی کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر تو ہر وقت ضروری ہے۔ صوفیاء تو کہتے ہیں کہ جو دم غافل سو دم کافر۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر وقت خدا تعالےٰ کی تسبیح۔ تقدیس۔ تحمید۔ توبہ۔ استغفار۔ لاحول پڑھتے رہو۔ اور صبح و شام دعائیں مانگو ؛

اسجگہ صوفیا نے ایک لطیف بات بیان فرمائی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ رات کو تہجد کے علاوہ خدا تعالیٰ کی تسبیح بھی کرنی چاہیئے۔ ورنہ سبّحہ الگ فرمانے کی کیا ضرورت تھی۔ تہجد کی نماز فاسجد لہ میں آجاتی ہے۔ صوفیا کہتے ہیں کہ رات کا بڑا حصہ تہجد کی نماز کے علاوہ تسبیح میں صرف کرنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تہجد کے علاوہ سبحان اللّٰہ وبحمدہٖ سبحان اللّٰہ العظیم رات کو بہت دیر تک پڑھا کرتے تھے ؛

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ٥

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ جو قرآن شریف کے منکر ہیں یہ دنیا کی خاطر منکر ہیں۔ اور انکو دنیا کی محبت قرآن کو ماننے نہیں دیتی۔ ورنہ قرآن شریف کا کوئی ایسا منکر نہیں جو یہ کہہ سکے کہ مجھ فطرت نہیں ماننے دیتی۔ اور عقل سلیم اس کے ماننے میں روک ہے۔ جو کوئی انکار کرتا ہے۔ اس کو کوئی نہ کوئی دنیاوی محبت مانع ہوتی ہے یا وہ گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے یا عزت۔ رتبہ۔ رشتہ داروں کا اسے خوف ہوتا ہے ورنہ قرآن کریم عین انسان کی فطرت کے مطابق ہے۔ جس کا انکار ہو ہی نہیں سکتا ؛

یہ لوگ جلدی حاصل ہونیوالی دنیا کو پسند کرتے ہیں اور جو بہت بھاری دن ہے اس کو پیچھے چھوڑتے ہیں ؛

یوماً ثقیلاً۔ بڑی بھاری مشکل کا دن یا وہ دن جو کبھی ٹل نہیں سکتا ؛

نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ

ہم نے ان لوگوں کو پیدا کیا۔ اور معمولی طور پر پیدا نہیں کیا۔ بلکہ ان کی پیدائش کو مضبوط کیا ہے یا انسان کے جوڑوں کو مضبوط کیا ہے ؛

وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ٥

ہاں جب ہم چاہیں گے تو انکی جگہ بڑی بڑی عزتوں اور رتبوں والے اور لوگ پیدا کر دینگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس آیت کے عجیب و غریب نظارے خدا تعالےٰ نے دکھائے ہیں اور اس زمانہ میں ہمیں بھی اللہ تعالیٰ نے ان نظاروں سے محروم نہیں رکھا تاکہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نظاروں کو اچھی طرح سمجھ سکیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت مخالفوں کی اولاد سے خدا تعالیٰ نے ایسے ایسے وفادار اور جاں نثار انسان مسلمان کر دیئے جن کے کارناموں کو دیکھ کر ایک زمانہ دنگ ہے۔ ابوجہل کا بیٹا عکرمہ جب مسلمان ہوا تو اس نے ایسی ایسی اسلام کی خدمات انجام دیں کہ مجھے حیرت آتی ہے کہ اس کی خدمات کا نمونہ بہت کم اور جگہ ملتا ہے۔ یہ آیا تو سب سے پیچھے تھا۔ لیکن بہتوں سے آگے بڑھ گیا تھا۔ اس کا مختصر حال میں سُناتا ہوں۔ اسلام لانے سے پہلے اس کی یہ حالت تھی۔ کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا۔ اور آپ مکہ میں رونق افروز ہوئے تو یہ مکہ نہ ٹھہرا اور چلا گیا کہ میں ہرگز اسلام نہیں لاؤنگا۔ اس کی بیوی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ آپنے تمام لوگوں کو معاف کر دیا ہے میرے خاوند کو بھی معاف فرما دیں۔ آپنے فرمایا کہ نہیں اس کو معاف نہیں کیا جائیگا اس نے پھر عرض کی تو آپنے فرمایا کہ اچھا معاف کر دیا وہ اپنے خاوند کو تلاش کر کے لائی پھر جب وہ مسلمان ہوا تو اس کی ایسی حالت ہوئی کہ دیکھ کر حیرت آتی ہے۔ ایک دفعہ مسلمانوں اور عیسائیوں میں جنگ ہو رہی تھی۔ عیسائی ایسے انداز سے تیر چلاتے تھے کہ جن سے بہت سے مسلمان کانے اور اندھے ہو گئے تھے۔ ایسے وقت میں عکرمہ نے خالد بن ولید سے کہا کہ مجھے اسلام کی خدمت کرنے کی اجازت دیجئے۔ اور کہا۔ کہ میں یہ نہیں دیکھ سکتا کہ جنھوں نے ہمیں اسلام سکھایا ہے وہ ہماری آنکھوں کے سامنے اندھے اور کانے ہو رہے ہوں۔ آپ مجھے آگے بڑھنے کی اجازت دیں۔ خالد بن ولید ان کا مطلب اچھی طرح نہ سمجھے۔ اور خیال کیا کہ دشمن پر حملہ کی اجازت مانگتے ہیں۔ انہوں نے اجازت دیدی۔ اُس نے اپنے ساتھ چند آدمی لیکر عیسائیوں کے دس لاکھ کے لشکر پر حملہ کیا۔ اور لشکر کے قلب میں داخل ہو کر انکے بڑے بڑے جرنیلوں کو قتل کر دیا جب خالد بن ولیدؓ کو انکے حملے کی خبر ہوئی۔ تو اُنھوں نے سب فوج سمیت ان کو بچانے کے لئے حملہ کیا لیکن جب ان تک پہنچے۔ وہ اور انکے ساتھی زخمی ہو کر گر چکے تھے۔ ہاں انکے حملہ کا یہ نتیجہ نکلا کہ دشمن کو شکست ہو گئی ؛

ان زخمیوں کو ایک صحابی پانی پلانے لگے۔ جب ایک کے پاس گئے تو اس نے کہا کہ دوسرے بھائی کو مجھ سے زیادہ پیاس ہے۔ آپ اسے پلائیں۔ وہ جب اس کے پاس گئے۔ تو اس نے کہا کہ ہمارے تیسرے بھائی کو بہت زیادہ پیاس ہے اُسے پلائیں۔ جب وہ اس کے پاس گئے۔ تو وہ فوت ہو چکا تھا۔ پھر جب وہ واپس ان دونوں کے پاس آئے۔ تو انکی رُوح بھی قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی ؛

دیکھو یہ ابوجہل کا بیٹا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے کیسی کیسی اعلےٰ درجہ کی خدمات کا موقعہ اُسے دیا۔ پھر خالد بن ولید کو دیکھو۔ اور اس طرح کے ہزارہا صحابہ ہیں جن کے والدین اسلام کے سخت دشمن تھے۔ مگر انہوں نے اسلام کی بڑی بڑی خدمات کیں ؛

اللہ تعالیٰ کفار کو بتاتا ہے کہ ہم تمہیں قبل از وقت اطلاع دیتے ہیں کہ تمہیں تباہ کر کے تم میں سے ہی بڑے بڑے پرہیزگار پیدا کئے جاوینگے جو اسلام کی خدمات کرینگے ؛

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ

جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے۔ بطور نصیحت کے ہے۔ پس جو چاہے اپنے رب تک پہنچنے کا راستہ اختیار کر لے

فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ یعنے ہم نے قبل از وقت بتا دیا ہے۔ اب بھی نصیحت حاصل کر لو۔ تو بچ جاؤ

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ درآں حالیکہ تمہاری کوئی خواہش نہ ہو۔ مگر وہی جو اللہ تعالےٰ کی مشیت ہو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ علیم اور حکیم ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش اسی صورت میں نفع رساں ہوتی ہے۔ جبکہ انسان اپنی مرضی کو اللہ تعالےٰ کی مرضی کے ماتحت کردے ۔

يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ اللہ تعالےٰ جسے پسند کرتا ہے۔ اس کو داخل کرتا ہے اپنی رحمت کے اندر۔ کیونکہ جو نیکیاں کرتے ہیں وہی اس کے محبوب ہوتے ہیں اور ظالم لوگ چونکہ انکار کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے لئے بڑا دردناک عذاب ہے ۔

سُورۃ المرسلٰت رکوع اوّل

مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۱۴ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدا تعالیٰ کیطرف سے کچھ ایسی پوشیدہ ہستیاں انسانوں پر مامور ہیں۔ جو ہر وقت انکے دلوں میں نیک تحریکیں۔ نیک خیالات۔ نیک جذبات۔ نیک خواہشات۔ نیک ارادے اور نیکی سے محبت پیدا کرتی رہتی ہیں۔ ان ہستیوں کو ملائکہ کہتے ہیں بہت دفعہ انسان کے دل میں بیٹھے بیٹھے یک لخت کوئی نیک تحریک پیدا ہو جاتی ہے بعض اوقات کوئی خیالات کا تسلسل نہیں ہوتا کہ یہ کہا جاسکے۔ کہ ایک خیال دوسرے خیال سے پیدا ہو گیا ہے۔ بعض دفعہ انسان کو لغو اور بیہودہ کاموں میں لگے ہوئے نیک خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ تو کیوں پیدا ہوتی ہے۔ بغیر کسی پیدا کرنے والے کے تو کوئی چیز پیدا نہیں ہو سکتی۔ اسلئے ثابت ہے کہ ضرور ایسی پوشیدہ ہستیاں ہیں جو نیک تحریکیں کرتی رہتی ہیں ۔

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝ مُرسلات (۱) ہوائیں (۲) ملائکہ کو بھی کہتے ہیں (۳) گھوڑوں کو بھی کہتے ہیں۔ اور قسم ہے ہم کو مرسلات کی۔ یعنے ہواؤں کی جو چھوڑی گئی ہیں نرمی سے یا قسم ہے ملائکہ کی جو مقرر کئے گئے ہیں عرف کے لئے ۔

عرف۔ (۱) سخاوت (۲) وہ نیک باتیں جو دل میں گڑ جائیں اور عقل اور طبع سلیم اُسے قبول کرے (۳) ہر ایک بھلائی ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کچھ تحریکیں انسان کے نفس کے اندر پیدا کی جاتی ہیں۔ کس لئے؟ عرف کے لئے۔ یعنے ایسے خیالات کو مستحکم کرنے کے لئے جو عقل اور فطرت کے مطابق ہوں ۔

فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۝ یہ خیالات انسان کے دل میں ایک بیج کی طرح ڈالے جاتے ہیں۔ پھر وہ ترقی کرتے ہیں۔

حضرت مسیح کہتے ہیں کہ کئی قسم کی زمینوں میں بیج ڈالے جاتے ہیں۔ کوئی زمین بہت اچھا غلہ پیدا کرتی۔ اور کوئی اس سے کم اور کوئی پتھریلی ہوتی ہے۔ وہ بیج کو بھی ضائع کر دیتی ہے۔ اسی طرح جب انسانوں کے دلوں میں بھی نیک تحریکیں ہوتی ہیں تو ان میں سے جو بد طینت ہوتے ہیں۔ انکے دلوں میں نیک ارادوں کا بیج پڑ کر ضائع ہو جاتا ہے۔ لیکن جو سعید الفطرت ہوتے ہیں۔ وہ اس بیج کو قبول کر لیتے ہیں اور پھر ترقی کرتے کرتے بہت آگے بڑھ جاتے ہیں۔ اس لئے فرمایا فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا یعنے وہ نیک تحریکیں بڑھتی بڑھتی عاصف ہو جائیں گی۔ یعنی ایسی ہلاک کرنے والی ہو جائیں گی کہ بدیوں اور برائیوں کو تباہ کر دینگی۔ جب نیکی کا بیج دل میں بویا جاتا ہے تو وہ بڑھتے بڑھتے ایسا مضبوط اور تنومند درخت ہو جاتا ہے کہ بدیوں کو اسی طرح تباہ کر دیتا ہے۔ جس طرح اگر بہت سے درختوں کے بیج ایک جگہ بو دئے جائیں تو ان میں سے جو زیادہ بڑھنے والا درخت ہوتا ہے۔ وہ بڑھتے بڑھتے باقیوں سے بہت اونچا نکل جاتا ہے اور باقی اس کی وجہ سے بڑھ نہیں سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ باغبان فاصلوں پر درخت لگاتے ہیں ۔

وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۝ جب انسان کے اندر نیک تحریکیں ترقی کرتے کرتے اس کمال کو پہنچ جاتی ہیں کہ بدیوں کو تباہ کر دیتی ہیں تو وہ نیک تحریکیں انسان کے اندر ترقی کرنے کے خیالات پیدا کرتی ہیں۔ یعنی جب بدی کا بیج تباہ کر دیا جاتا ہے تو ترقی کے ارادے پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور انسان کو اُوپر ہی اُوپر ابھارا جاتا ہے ۔

فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۝ پھر قسم ہے اُن جذبات کی جو حق و باطل میں تمیز کر دیتے ہیں۔ یعنی جب انسان اس حد تک ترقی کر لیتا ہے کہ ترقی اور کمال پیدا کرنے کے خیالات اس کے اندر پیدا ہوتے ہیں اور وہ خدمت کے لئے کوشش کرتا ہے۔ تو اس کے اندر وہ مادہ پیدا کیا جاتا ہے۔ جس سے اُسے حق و باطل میں تمیز کرنے کا ملکہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اور ہر ایک باطل کو دیکھتے ہی کہہ اُٹھتا ہے کہ یہ باطل ہے۔ اور ہر ایک حق کو دیکھ کر پکار اُٹھتا ہے کہ یہ حق ہے یہ ملکہ مقرب بندوں میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اور حق یا باطل خواہ کیسے ہی پردوں میں ہوں وہ فوراً ان کو پہچان لیتے ہیں۔ اور حق کو قائم کرتے اور باطل کو مٹاتے ہیں۔ یہ مومن اپنے نفس کو پاک کر کے دوسروں کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتا ہے ۔

فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۙ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۙ

اللہ تعالیٰ فرماتا کہ قسم ہے ان جذبات کی۔ یعنی میں ان جذبات کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں اور قسم ہے ان کی جو ڈالنے والے ہیں ذکر کے۔ یعنی ایسے جذبات کو بھی شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ جو حق و باطل میں تمیز کے حصول کے بعد القاء ذکر کرتی ہیں۔ یعنی انسان کو تبلیغ کی طرف متوجہ کرتی ہیں۔ یہ سب کچھ کیوں ہوتا ہے۔ نیکوں سے الزام دور کرنے کے لئے۔ اور بدوں کو ڈرانے کے لئے۔ یا یہ کہ اپنے اوپر سے الزام دور کرنے کے لئے۔ کیونکہ تبلیغ کرنے والے کی دو ہی غرضیں ہوتی ہیں۔ (اول) کوئی مان لیگا (۲) اگر مانیگا نہیں تو میری طرف سے حجت پوری ہو جائیگی ۔

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ۭ

اگر تم ان باتوں پر خیال کرو۔ تو تمہیں یقیناً معلوم ہو جائے کہ جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ ضرور آنے والا ہے۔ وہ کونسا وعدہ ہے یہی کہ نبیوں کا مقابلہ کرنے والے تباہ ہو جاتے ہیں۔ اگر تم بھی مقابلہ کرو گے تو تباہ ہو جاؤ گے۔ یہ سب باتیں کہ اول انسان کے دل میں نیک تحریکات کا پیدا ہونا اور پھر ان کا بڑھتے بڑھتے اس قدر مضبوط ہو جانا کہ تمام بدیوں پر غالب آ جانا۔ پھر خدا تعالیٰ کے حضور قرب کے لئے بڑھنا اور حق و باطل میں تمیز کرنا۔ پھر لوگوں کو ان کے عیب سمجھانا اور وعظ و نصیحت کرنا۔ ایسی باتیں ہیں کہ اگر ان پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ جزا و سزا کا دن ضرور ہے۔ اور اس کے ثبوت کے لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جب تمہیں کوئی چیز ناپسند ہوتی ہے۔ تو تم اس کو مٹانا چاہتے ہو۔ اور یہ جذبہ تمہاری فطرت میں موجود ہے۔ تو جب انسان کے اندر یہ جذبہ ہے تو کیا خدا بدی کو جو اُسے ناپسند ہے۔ تباہ نہیں کریگا۔ ضرور کریگا۔ تو یہ باتیں شاہد ہیں کہ جزا و سزا کی گھڑی جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے ضرور ہو گی۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ کب ہو گی ۔

فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۙ

جس وقت کہ نجوم مٹا دیئے جائینگے۔ جب سورج چڑھتا ہے تو سب تارے غائب ہو جاتے ہیں اور اس کی روشنی کی وجہ سے نظر نہیں آتے۔

طمس۔ ڈھانپ دینا۔ مٹا دینا۔ ہلاک کر دینا ۔

جب انبیاء کی بعثت کا وقت آتا ہے تو علم ایک رنگ میں اُڑ جاتا ہے۔ اور ان کے مقابلہ پر ہر ایک چیز پھیکی ہو جاتی ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ (۱) ہم ایک ایسا عالم پیدا کرینگے۔ جس کے علم کی وجہ سے تمام عالموں کے علم گرد ہو جائیں گے۔ ڈھانپ دیئے جاوینگے ۔

اب اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھو کہ دنیا میں بڑے بڑے علماء اور فضلاء تھے۔ مگر آپ کے آگے سب کے علم خاک ہو گئے۔ اور باوجود کئی بار چیلنج دینے کے کسی کو مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی۔

(۲) دوسرے اس کے یہ معنی ہیں کہ ایک ایسا تاریکی کا زمانہ آئیگا کہ ہدایت کرنیوالے لوگ نہ رہینگے۔ یعنی انکے علم بے اثر ہو جائینگے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تیرہویں صدی کے متعلق فرمایا ہے کہ اس زمانہ میں قرآن اُٹھ جائیگا۔ یعنی کوئی اس پر عمل نہیں کریگا۔ اور علماء اس زمانہ کی بدترین مخلوق ہوگی۔ یہ مسیح موعود کی آمد کے نشانات ہیں ۔

وَاِذَا السَّمَاۗءُ فُرِجَتْ ۙ

پھر بھلا معلوم کس طرح ہو گا کہ مسیح موعود آ گیا۔ اس طرح کہ اس کے لئے تو آسمان کے دروازے کھل جائینگے اس پر الہام ہونگے۔ لوگ اس کا مقابلہ ہی کس طرح کر سکیں گے۔ کیونکہ اس پر تو آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہونگے

وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۙ

بڑے بڑے دانا لوگ اُڑا دیئے جائیں گے۔ متفرق کر دیئے جائینگے۔ پراگندہ کر دئے جائینگے۔

جبل۔ (۱) دانا آدمی (۲) بخیل (۳) قوم کا سردار

وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ۭ

اور جب سارے رسول اکٹھے کئے جائینگے (یعنی جب ایک ایسا رسول آئیگا جو تمام نبیوں کا قائم مقام ہو گا ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے۔ کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ آپ نے تمام نبیوں کے نام اپنے اوپر چسپاں کئے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا ٭ منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد ۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں ٭ نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار

اک شجر ہوں جسکو داؤدی صفت کے پھل لگے ٭ میں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان آیات کو اپنے اوپر چسپاں کیا ہے یعنی یہ مسیح موعود کا ذکر ہے کہ وہ ایسا انسان ہو گا۔ جو تمام رسولوں کا قائم مقام ہو گا ۔

لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ۭ

ایک سوال پیدا ہوتا تھا کہ یہ واقعات ابھی کیوں نہیں ہو جاتے۔ اِس لئے فرمایا کہ کس دن کے لئے ان باتوں میں تاخیر کی گئی ہے ۔

لِيَوْمِ الْفَصْلِ ۚ

پھر اس سوال کا جواب دیا کہ یوم فصل کے لئے یعنی یہ واقعات ابھی ہونے والے نہیں بلکہ ایک ایسے دن ہونگے۔ جس کو خدا تعالیٰ نے فیصلہ کا دن مقرر فرمایا ہے کہ کھوٹے کھرے میں اس دن فرق کیا جائیگا۔ اچھے اور بروں کا فیصلہ ہو جائیگا۔ اور اعمال بد اور اعمال نیک کے مطابق انکو جُدا جُدا کر دیا جائیگا۔ کوئی جنت میں بھیجا جائیگا کوئی دوزخ میں یا کسیکو معزز کیا جائیگا کسی کو ذلیل ۔

حضرت مسیح موعود اس آیت کو بھی اپنے زمانہ پر چسپاں کرتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ آپنے یہ نتیجہ کہاں سے اخذ فرمایا ہے کہ تمام نبیوں نے لکھا ہے کہ مسیح کے زمانہ میں شیطان اور رحمٰن کی آخری جنگ ہوگی۔ اور وہ مسیح کی دعاؤں سے ہلاک کیا جائیگا۔ ہاں بائبل پارسیوں کی کتب اور قرآن کریم میں تو یہ پیشگوئی پائی جاتی ہے ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

خطبۂ جمعہ

جو حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے ۶ اگست کو دیا

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ○ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ○

اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں پر رحم فرماکر اور ان کی حالت کو مدنظر رکھ کر ترقی دینے کے لئے قواعد مقرر کئے ہیں۔ بہت سے انسان بھی قواعد بناتے ہیں۔ لیکن خدا کے قواعد کے مقابلہ میں انسانی قواعد کوئی وقعت نہیں رکھتے۔ کیونکہ انسان لاعلم۔ اور آئندہ کے واقعات سے بے خبر۔ انسانی فطرت سے ناآشنا انسانی فطرت کے اختلافات سے ناواقف انسانی جذبات سے بے علم ہوتا ہے۔ اس لئے اسے یہ نہیں معلوم ہوتا۔ کہ لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کی اصلاح کے لئے کونسے قانون اور قواعد مفید ہوسکتے ہیں۔ اگر تمام دنیا کے لوگ یکساں خیالات یا ایک ارادہ یا ایک ہی جیسے جذبات رکھتے ہوں۔ اور پھر دنیا میں ایک ہی ایسے واقعات ہر روز پیش آتے رہیں۔ تو بیشک ایک انسان کے قواعد کام دے سکتے ہیں۔ لیکن انسانی حالت میں بہت زیادہ اختلافات ہیں۔ ہر ایک واقعہ آنے والے تغیرات کا منتظر ہوتا ہے۔ آج کے خیالات کل کے خیالات کے خلاف ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اور کچھ پتہ نہیں لگتا۔ کہ ایک منٹ یا ایک سیکنڈ میں اور کیا خیالات ہوجائیں گے۔ اور دوسرا لمحہ انسان پر کیسا گذرے گا۔ تو جب صورت حال یہ ہے۔ تو کسی کو کیا معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ انسانی حالت ایک دن دو دن سال دو سال میں کیا کچھ تغیر پذیر ہوگی۔ اور کہاں کی کہاں نکل جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ انسانوں کے مقرر کردہ قواعد اور ضوابط میں تت نئے تغیرات کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے جو طریق اور رستے انسانی ترقی اور ہدایت کے بتلائے ہیں۔ وہ کبھی نہیں بدل سکتے کیونکہ اس نے انسان کی ہر ایک حالت کو مدنظر رکھکر اخذ کئے ہیں۔ تو انسان کی ترقی کے لئے حقیقی اور کامل وہی راہ ہے۔ جو خدا تعالےٰ نے بتائی ہے۔ اور اسی پر چلکر انسان کامیاب ہوسکتا ہے۔ لیکن جب انسان اس کے خلاف کرتا ہے۔ تو بڑی بڑی ٹھوکریں کھاتا ہے۔ اور شریعت کے چھوٹے سے چھوٹے حکم کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے بھی تباہ ہو جاتا ہے۔

شریعت حقہ کی پہچان

اگر کوئی دنیا میں ایسی شریعت ہے۔ کہ اس کے احکام کو ترک کرکے کوئی کامیاب ہوسکتا ہے۔ تو وہ الہٰی شریعت نہیں ہے الہٰی شریعت وہی ہوسکتی ہے۔ کہ جب کوئی انسان اس کو چھوڑے۔ تو ذلیل اور خوار ہو جاوے۔ ایک سچی اور جھوٹی شریعت کا معیار یہی ہے۔ وہ شریعت جھوٹی ہے۔ یا اگر کبھی سچی تھی۔ تو اب اس میں اور باتیں مل گئی ہیں۔ یا لوگوں کی دست برد سے محفوظ نہیں ہے۔ جس کے احکام کے چھوڑنے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ اور بجا آوری کی صورت میں فائدہ نہیں ہوتا۔ اس کے مقابلہ میں حقیقی اور سچی اور تغیر و تبدل سے محفوظ وہ شریعت ہے۔ کہ جس کے چھوٹے سے چھوٹے حکم کے انکار کی وجہ سے بھی کبھی کوئی سکھ نہیں پاسکتا۔ اسی معیار کے ماتحت اسلام اور دوسرے مذاہب کا فیصلہ ہوسکتا ہے۔ کہ کون سچا ہے۔ اور کون جھوٹا۔ اگرچہ یہ ایک الگ مضمون ہے کہ اسلامی احکام کے چھوڑنے کی وجہ سے کیا کیا بدنتائج پیدا ہوتے ہیں۔ اور کیوں دوسرے مذاہب کے احکام کے چھوڑنے سے بدنتائج پیدا ہونے تو الگ رہے۔ مجبوراً چھوڑنے پڑتے ہیں۔ اور چھوڑنے میں فائدہ ہوتا ہے اسوقت میں اس مضمون سے قطع نظر کرکے اس موضع کو بیان کرتا ہوں جس کے متعلق میں نے آیت پڑھی ہے۔

ایک اہم مسئلہ

یہاں قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے ایک حکم بیان فرمایا ہے۔ جو یہود کو دیا گیا تھا۔ اور جو بظاہر چھوٹا سا معلوم ہوتا ہے۔ یہی حکم مسلمانوں کو بھی دیا ہے۔ لیکن آجکل مسلمان اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ یہی تو وجہ ہے۔ کہ دن بدن ذلیل ہوئے جارہے ہیں۔

مختلف شریعتوں میں ہفتے میں ایک دن خاص عبادت کا مقرر ہے۔ گو اس میں اختلاف ہے۔ کیونکہ شمسی حساب رکھنے والی قوموں نے اتوار کا دن مقرر کیا ہے۔ یہودیوں میں ہفتے کا دن مانا جاتا ہے۔ عیسائیوں میں بھی ابتداء میں ہفتہ ہی مانا جاتا تھا لیکن جب روما کے امراء ان میں داخل ہوئے۔ تو چونکہ وہ سورج کی پرستش کرتے تھے۔ اس لئے عیسائیوں نے بھی ان کی خاطر ہفتہ کو چھوڑ کر آیت وار مقرر کرلیا۔ اب تک بھی عیسائیوں میں ایسے فرقے موجود ہیں۔ جو کہ ہفتہ کو ہی خاص دن کہتے ہیں۔ مسلمانوں کیلئے جمعہ کا دن عبادت کے لئے خاص طور پر رکھا ہے۔ تو تمام مذاہب والوں کا اس پر اتفاق ہے۔ خواہ وہ ویدک دہرم ہوں۔ یا یہودی ہوں۔ یا عیسائی ہوں۔ یا مسلمان ہوں۔ تمام میں ایک دن ایسا رکھا گیا ہے۔ جو کہ خدا تعالےٰ کی عبادت کے لئے مخصوص ہے۔ تو اس قدر ہفتہ میں ایک دن عبادت کے لئے مقرر کرنے پر خصوصیت سے تمام مذاہب کا اجتماع ہونے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں بھی کوئی بڑی خاص اہمیت ہے۔ ورنہ فروعات میں تو بڑے بڑے تغیرات ہوتے ہیں۔ یہ ایک ایسا حکم ہے۔ جو بظاہر لوگوں کی نظروں میں بڑا معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن کل شریعتوں کو اس پر اتفاق ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بڑا اہم مسئلہ ہے

اسلامی سبت

جسطرح مختلف مذہبوں میں اس دن کی تخصیص میں اختلاف ہے۔ اسی طرح عبادت اور اُس دن سے فوائد حاصل کرنے میں بھی فرق ہے۔ لیکن اسلام نے جو طریق رکھا ہے۔ وہ سب سے افضل اور اعلےٰ ہے۔ اس دن ایک نماز رکھی ہے۔ تاکہ سب لوگ اس میں شامل ہوسکیں۔ دیگر مذاہب نے اس خاص دن کے متعلق مختلف اصول مقرر کئے ہیں۔ لیکن جس خوبی سے اسلام نے اُس کی غرض اور غائت کو پورا کرنے کا طریقہ رکھا ہے۔ اور کوئی مذہب اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اسلام نے پہلے روزانہ پانچ وقت ایک جگہ جمع ہونے کے لئے حکم دیا۔ پھر ہفتے میں ایک دن ایسا رکھا۔ کہ تمام شہر کے اردگرد کے لوگ ایک جگہ جمع ہوجائیں۔ پھر ایک عید کا دن رکھا۔ تاکہ قریب قریب کے گاؤں کے لوگ ہی نہ بلکہ دور کے بھی اس میں شامل ہوں۔ پھر حج کا ایک وقت سال میں مقرر کیا۔ تاکہ تمام دنیا کے مسلمان ایک جگہ جمع ہوں۔ تو اسطرح ایک چھوٹے سے اجتماع سے چلاکر بڑے بھاری اجتماع پر پہنچایا اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آیا دنیاوی حکومتوں میں بھی اس کا کوئی نمونہ پایا جاتا ہے۔ یا کہ نہیں۔ تو ہم یہ پاتے ہیں۔ کہ اول قصبوں اور شہروں میں چند آدمیوں کو چن کر ایک میونسپل کمیٹی بنائی جاتی ہے پھر اس سے اخذ کرکے ڈسٹرکٹ بورڈ بنتا ہے۔ پھر اسی طرح بڑھتے بڑھتے صوبہ کی کونسل تک معاملہ پہنچ جاتا ہے۔ تو اسلام نے اسی اصل کو مدنظر رکھ کر پہلے تھوڑے لوگوں کو پانچ وقت جمع ہونے کا حکم دیا۔ پھر کچھ زیادہ آدمیوں کے لئے ہفتے میں ایک دفعہ اجتماع رکھا۔ پھر اس سے زیادہ لوگوں کے لئے سال بھر میں دو دفعہ اجتماع کا وقت مقرر کیا۔ پھر سال میں ایک دفعہ۔ مگر ساری دنیا کی اطراف سے آئے ہوئے لوگوں کے شامل ہونے

کے لئے موقع رکھا ہے +

سبت کی بے ادبی کا نتیجہ

اس طرح کرنے سے فائدہ کیا ہوا اور کیوں اصطلح کیا۔ اس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ کچھ لوگ تھے جنھوں نے ہمارے مقرر کردہ قواعد کے خلاف کیا۔ اور جو دن ہم نے ان کی عبادت کے لئے مقرر کیا تھا۔ اسکا انھوں نے ادب نہ کیا اس لئے ہم نے ان کو ذلیل بندر کی طرح کردیا۔ بندر کیوں ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس کی خود کوئی حیثیت نہیں ہوتی جسطرح اسکو نچانے والا نچاتا ہے۔ اسی طرح وہ ناچتا ہے اور جسطرح وہ انسانوں کو دیکھتا ہے۔ اس کی نقل اتارتا ہے خود اسے کچھ سمجھ اور عقل نہیں ہوتی۔ ایک کہانی مشہور ہے۔ کہ ایک شخص ٹوپیوں کی دکان کیا کرتا تھا۔ اور اس نے خود بھی ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ ایک دن جو وہ ٹوپی پہنے ہی سو گیا۔ تو بندروں نے اس کی تمام ٹوپیاں لیکر اپنے سروں پر پہن لیں۔ اور درختوں پر چڑھ گئے۔ وہ بیچارہ بہتیرا ٹوپیوں کے واپس لینے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن ناکام رہا۔ اگر وہ نیچے سے پتھر مارتا۔ تو وہ اوپر سے پھل اتار کر پھینکتے۔ اور جسطرح وہ کرتا۔ اسی طرح وہ بھی کرتے جاتے۔ آخر اس نے اپنے سر کی ٹوپی اتار کر زمین پر پھینک دی۔ یہ دیکھ کر تمام بندروں نے بھی ٹوپیاں سروں سے اتار کر پھینک دیں۔ اور اس نے اٹھا لیں۔ تو یہ بندر میں دوسرے تمام جانوروں سے خصوصیت ہوتی ہے۔ کہ ہر ایک بات کی نقل بڑی جلدی اتارتا ہے۔ مگر اس کی اصلیت سے بالکل ناواقف ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہود نے اس دن کا ادب کرنا جو چھوڑ دیا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے پاس صرف شریعت کی نقل رہ گئی۔ اور اصل اڑ گیا۔ اصل وحدت۔ اتفاق اور اتحاد کو انھوں نے ترک کردیا۔ اور بناوٹی اتحاد اور صلح ان میں رہ گئی +

مسلمانوں کی حالت

کی ناواقفیت سے آجکل کے مسلمانوں کو یہ مناسبت ہے۔ کہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں حج کرتے ہیں۔ لیکن یہ ان کا سب کچھ بندر کی حرکات سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ مسلمانوں پر اسی وقت سے مصیبت اور تباہی نازل ہوئی ہے۔ جبسے کہ انھوں نے جمعہ کو چھوڑا ہے۔ اول تو اکثر حصہ مسلمانوں کا جمعہ پڑھتا ہی نہیں۔ اور جو پڑھتا ہے۔ وہ بعد میں احتیاطی پڑھ لیتے ہیں۔ کہ شائد جمعہ کی نماز ہوئی بھی ہے یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ ہمارا ایک دوست تھے غلام نبی کا تھا۔ اس نے ہمارے ساتھ ایک گاؤں میں جمعہ پڑھا۔ وہ وہابی تھا۔ اور وہابی جمعہ پڑھنے کے قائل ہوتے ہیں۔ لیکن اُس نے جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد چار رکعتیں اور پڑھیں۔ ہم نے اس سے پوچھا۔ کہ یہ تم نے کیا کیا ہے۔ تو وہ کہنے لگا۔ کہ احتیاطی پڑھی ہے۔ لیکن لوگ تو اس لئے احتیاطی پڑھتے ہیں۔ کہ نماز نہیں ہوئی۔ اور میں نے اس لئے پڑھی ہے کہ مار نہ پڑے۔ کیونکہ ایسا نہ کرنے والے کو یہ لوگ مارتے ہیں۔ تو یہ حال ہے۔ مسلمانوں کا۔ اول تو انھوں نے جمعہ کو ترک ہی کردیا اور پھر جو پڑھتے ہیں۔ انہیں ماریں پڑنے کا ڈر ہوتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مسلمانوں میں وحدت اتحاد اور یکجہتی قائم نہیں رہی۔ اور یہ بھی قردۃ خاسئین۔ ہوگئے ہیں۔ اور دن بدن ذلیل ہوتے جاتے ہیں +

اتحاد کی برکات

اتحاد میں خدا تعالےٰ نے بڑی بڑی عظیم الشان حکمتیں رکھی ہیں لیکن

اب مسلمانوں میں سے کون روزانہ مسجدوں میں آتا ہے۔ آئے دن سنا جاتا ہے۔ کہ فلاں جگہ مسجد میں کتیا نے بچے دیئے فلاں جگہ کسی نے پاخانہ کردیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ جب انسان مسجدوں میں داخل ہوں۔ تو پھر مسجدیں درندوں اور پرندوں کا بسیرا نہ بنیں۔ تو کیا بنیں؟ امراء مسجدوں میں آنا گناہ سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ کیا ہم کسی ادنےٰ درجہ کے آدمی کے ساتھ جاکر کھڑے ہوں۔ جمعہ تو اس طرح چھوٹا۔ باقی رہا حج۔ امیر لوگ تو حج کو جاتے ہی نہیں۔ غربا جاتے ہیں۔ جو بعض کسی قسم کا فائدہ حاصل کرنے کی بجائے بے ایمان ہوکر آتے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جن لوگوں کو خدا تعالےٰ کا حکم ہے۔ کہ حج کو جاؤ۔ وہ تو جاتے نہیں۔ اور جن کو حکم نہیں۔ وہ جاتے ہیں۔ تو نہ جانے والوں کا اس لئے ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ کہ وہ حکم کی تعمیل نہیں کرتے۔ اور دوسرے حکم عدولی کرتے ہیں۔ اس لئے ان کو ابتلاء پیش آتے ہیں۔ اور ذلیل خوار ہوکر واپس آتے ہیں۔ اجتماع کا حکم مسلمانوں کے لئے ایک ضروری حکم تھا۔ لیکن انھوں نے اعتدوا منکم فی السبت کیا + +

سبق عبرت

یہود کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کرکے آئندہ آنے والوں کے لئے ایسا عبرت بخش سبق رکھدیا۔ جو کہ متقیوں کے لئے نصیحت کا سامان ہو سکتا ہے آج تک یہودیوں کو سکھ نصیب نہیں ہوا۔ سو یاد رکھو۔ کہ خدا تعالےٰ کا چھوٹے سے چھوٹا حکم بھی دراصل بہت بڑا حکم ہوتا ہے۔ بھلا اتنے بڑے بادشاہ کا کوئی حکم چھوٹا ہو سکتا ہے۔ بہت لوگ ہیں۔ جو جمعہ کی نماز پڑھنے میں لاپرواہی کرتے ہیں۔ اور جو پڑھتے ہیں۔ وہ احتیاط نہیں کرتے۔ مسجد میں باتیں کرتے رہتے ہیں۔ اور جو باتوں کی جرأت نہیں کرتے۔ وہ اشاروں سے کام لیتے ہیں۔ یہ سب کچھ اعتداء فی السبت ہی ہے۔ یہ اجتماع تو اس لئے رکھا گیا ہے۔ کہ سب اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کی حالت کو دیکھیں۔ اور خطیب جو کچھ ضروریات اور حالات کو مدنظر رکھ کر کہے۔ اُس سے نصیحت اور فائدہ حاصل کریں +

دعا

اللہ تعالےٰ ہم کو توفیق دے۔ کہ ان احکام پر چلیں۔ اور صرف چلیں ہی نہ۔ بلکہ ان کے اصل مغز تک پہنچ جائیں۔ جمعہ تو بہت لوگ پڑھتے ہیں۔ مگر جو اس کی غرض اور غائت ہے۔ یعنی اتحاد اور روحانی ترقی خدا کرے۔ کہ وہ ہمیں حاصل ہو۔ اور ہم خدا تعالےٰ کے انعامات کے مورد

نومبائعین

محمد عبید السلام صاحب خلف محمد نواب خان صاحب ثاقب مالیر کوٹلہ + فضل احمد صاحب طالب علم۔ فقیر محمد صاحب طالبعلم۔ محمد اکبر صاحب طالبعلم دیگراں (ہزارہ) + والدہ صاحبہ ماسٹر محمد زمان صاحب گورنمنٹ سکول گوجرانوالہ + میر یار خان صاحب نمبردار جملاں۔ ریاسی۔ جموں مستری علی محمد۔ علی آباد۔ قاضی والہ چک نمبر ۱۰۵۔ ڈاکخانہ جھمرہ (ضلع لائلپور) + نور محمد صاحب آباد کار چک ۴۳ جنوبی ڈاکخانہ لالیاں علاقہ سرگودہ + فضل کریم صاحب خلف غلام محمد اسحاق صاحب لاہور + اہلیہ صاحبہ منشی ظہور الحسن صاحب بالاکنڈ + حاجی اللہ جوایا صاحب موضع عظمت تحصیل پاکپٹن)

بھیرہ۔ ضلع شاہ پور

میں چندروز سے تبلیغ کا کام شروع ہے۔ الحمد للہ کہ مولوی محمد صدیق صاحب جنھوں نے تاحال خلیفۂ ثانی کی بیعت نہیں کی تھی کل بروز ہفتہ خط بیعت حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں انھوں نے بھیجدیا ہے + والسلام۔ خاکسار قاضی فضل کریم (از بھیرہ)

چمکار محمدی

سوانحعمری حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بزبان پنجابی نظم مؤلفہ منشی جھنڈے خان صاحب مدرس بیتے بالی بہا ناظم نے اپنے خرچ پر چھپوائی تھی۔ زیر باری ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب سفارش فرماتے ہیں۔ کہ اسکو ذی استطاعت خرید لیں۔ قیمت ۸ر۔

چمکار مہدی جسمیں مرثیہ حضرۃ خلیفہ اول بزبان پنجابی ایک سی حرفی دلچسپ درج ہے + قیمت ار +

دعا + میاں خورشید حق اپنے والد بزرگوار مرزا اکرم بیگ صاحب کی صحتیابی کے لئے احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں +